قربانی کے جانور کی کھال ذاتی نفع کے لیے بیچ دی تو کیا کرے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Nor-12864 تاریخ:12-06-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے قربانی کی کھال ایک ہزار روپے میں بیچ کر اس رقم کو اپنے ذاتی استعمال میں لے لیا۔ اب زید کو اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہے اور وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہے۔

آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ زید اگر ایک ہزار روپے کسی مسجد میں دے دے یا کسی بھی نیک کام میں خرچ کر دے، تو اس صورت میں زید بری الذمہ ہو جائے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

قربانی کی کھال کو اپنے ذاتی استعمال کے لیے کسی ایسی چیز سے بدلنا جائز نہیں کہ جسے ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو مثلاً روپیہ پیسہ، کھانے پینے کی اشیاء وغیرہ، اور اگر کسی نے ایسا کر لیا تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اسے صدقہ کرے کہ یہ مال اس کے حق میں خبیث ہے۔

لہٰذا پوچھی گئی صورت میں زید پر لازم ہے کہ وہ اس ناجائز فعل سے توبہ کرے اور ایک ہزار روپے کسی بھی شرعی فقیر مستحقِ زکوٰۃ کی مِلک کر دے تو اس صورت میں زید بریٔ الذمہ ہو جائے گا، ورنہ شرعی فقیر کو مالک بنائے بغیر مسجد یا کسی بھی نیک مصرف میں خرچ کرنے سے زید

بریُ الذمہ نہیں ہو گا۔

قربانی کرنے والے کا قربانی کی کھال سے ایسی چیز خریدنا جسے ہلاک کر کے ذاتی نفع اٹھائے، یہ جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری، رد المحتار، ہدایہ وغیرہ کتبِ فقہیہ میں مذکور ہے: و النظم للآخر "لا یشتری به ما لا ینتفع به الا باستھلاکه کالخل والابازیر اعتبارا بالبیع بالدراھم والمعنی فیه انه تصرف علی قصد التمول "یعنی قربانی کی کھال سے ایسی چیز نہ خریدے جس کو ہلاک کر کے نفع اٹھائے جیسے سرکہ یا بیج کہ جس طرح دراہم سے نفع بطریق ہلاک ہوتا ہے اسی طرح ان اشیاء سے بھی نفع بطریقِ ہلاک ہوتا ہے لہذا یہ بھی منع ہے، یہاں منع کی وجہ مال حاصل کرنے کی غرض سے تصرف کرنا ہے۔

علامہ عینی علیہ الرحمہ مذکورہ بالا عبارت کی شرح کرتے ہوئے "بنایہ" میں فرماتے ہیں:

"ای المعنی فی اشتراء ما لا ینتفع به الا بعد استھلاکه انه تصرف علی قصد التمول، وهو قد خرج عن جهته التمول، فإذا تمولته بالبيع وجب التصدق؛ لأن هذا الثمن حصل بفعل مكروه، فيكون خبيثا فيجب التصدق "یعنی ایسی چیز خریدنے کی ممانعت میں وجہ یہ ہے کہ ہلاک کر کے نفع حاصل کرنے کی صورت میں مال حاصل کرنے کی غرض سے تصرف کرنا ہے حالانکہ قربانی مال حاصل کرنے کی غرض سے نہیں کی جاتی۔ پس جب اس نے بیع کے ذریعے مال حاصل کر لیا تو اب اس پر تصدق واجب ہے کیونکہ یہ ثمن ایک مکروہ فعل سے حاصل ہوا ہے پس یہ خبیث ہوا تو اس کا تصدق واجب ہوا۔

(الهداية مع البناية، کتاب الاضحية، ج12، ص54، مطبوعه بيروت)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "البتہ یہ ناجائز ہے کہ اپنے یا اپنے اہل وعیال اور اغنیا کے صَرف میں لانے کو گوشت یا کھال یا کسی جز کو بعوض ایسی

اشیاء کے فروخت کرے جو استعمال میں خرچ ہو جائیں اور باقی نہ رہیں جس طرح روپیہ پیسہ یا کھانے پینے کی چیزیں یا تیل پھلیل وغیرہ کہ ان کے عوض اپنی نیت سے بیچنا تمول ہے اور نیت اغنیا مثل اپنی نیت کے ہے اور یہ جانور جس سے اقامت قربت ہوئی، اس قابل نہ رہا کہ اس کے کسی جزسے تمول کیا جائے۔"

(فتاوی رضویہ، ج20، ص469-468، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

بہارِ شریعت میں ہے:"قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اوس سے نفع اٹھایا جائے جیسے کتاب، ایسی چیز سے بدل نہیں سکتا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو جیسے روٹی، گوشت، سرکہ، روپیہ، پیسہ اور اگر اوس نے ان چیزوں کو چمڑے کے عوض میں حاصل کیا تو ان چیزوں کو صدقہ کر دے۔"

(بہارِ شریعت، ج03، ص346، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قربانی کی کھال اپنے ذاتی استعمال کے لیے پیسوں سے بیچی تو ان پیسوں کو صدقہ کرنا اور کسی شرعی فقیر کی ملک میں کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:"اگر کوئی شخص اس کی جِلد اپنے صَرف میں لانے کی نیت سے روپوں پیسوں کو بیچے، تو بیشک قیمت اس کے حق میں خبیث ہو گی۔ "لانہ جزء من التمول کما نصوا علیہ وفی حدیث المستدرک من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ" (کیونکہ بیچنا مالداری کا جزء ہے جیسا کہ فقہاء نے نص فرمائی ہے اور مستدرک کی حدیث میں ہے جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی تو اس کی قربانی نہیں۔) وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں "فان اللہ طیب لایقبل الا الطیب" (اللہ طیب ہے وہ صرف طیب کو قبول فرماتا ہے) بلکہ فقراء پر تقسیم اور تصدق کرے "کما ھو حکم مال الخبیث" (جیسا کہ ناپاک مال کا حکم ہے)۔"

(فتاوی رضویہ، ج20، ص490، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

مزید ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:"ہاں اپنے

خرچ میں لانے کے لئے داموں کو بیچے تو اس کی سبیل تصدق ہے کہ ملک خبیث ہے براہ راست مدرسہ ومسجد میں نہ دے،"فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب "(بیشک اللہ تعالی طیب ہے اور صرف طیب کو قبول فرماتا ہے)۔"

(فتاوی رضویہ، ج20، ص502، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

22ذیقعدۃ الحرام1444ھ/12جون2023ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے
آفیشل پیج daruliftaahlesunnat/ اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے